تحریر ـــــ امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید   ترجمہ : عطاء الرحمن ثاقب

تصوّف کی ابتداء

قسط نمبر ۲

لفظِ تصوف کے استعمال کی ابتدا کب ہوئی سلف صالحین کے علاوہ خود صوفیوں کا بھی اس میں اختلاف ہے۔ امام ابن تیمیہ اور ان سے قبل امام ابن جوزی اور علامہ ابن خلدون کا موقف ہے کہ اس لفظ کا استعمال قرون ثلاثہ میں رائج نہیں تھا بلکہ یہ بعد کی پیداوار ہے۔ امام احمد بن حنبل اور ابو سلیمان الدارانی وغیرہ سے اس لفظ کا استعمال منقول ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام سفیان ثوری نے بھی اس کا استعمال کیا ہے۔ بعض کے نزدیک اس کا آغاز حسن بصری سے ہوا۔[1]

مشہور صوفی مصنف سراج طوسی اس موقف کی مخالفت کرتے ہوئے لکھتا ہے :

"اگر سوال کیا جائے کہ صوفیہ کا ذکر عہد نبوی اور بعد کے زمانے میں نہیں ملتا بلکہ اس وقت عبّاد اور زہاد وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوتے تھے اور کسی صحابی کو صوفی کے نام سے یاد نہیں کیا جاتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ چوں کہ "صحابیت" ایک ایسا شرف ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا لقب اہمیّت کا حامل نہیں ہو سکتا، اور باقی جتنے اسماء و القاب : زہاد، متوکلین، فقراء، صابرین اور مخبتین وغیرہ ہیں یہ "صحابیت" سے بہر حال کمتر ہیں۔ صحابہ کرام کے تمام القاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ مبارکہ کے رہینِ منت ہیں لہذا صحابہ کے دور میں اس لفظ کا

---

[1] ملاحظہ ہو الصوفیۃ والفقراء لشیخ الاسلام ابن تیمیہ صفحہ ۵، مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۴۶۷، تلبیس ابلیس لابن الجوزی صفحہ ۱۵۷۔

استعمال رائج نہ ہو سکا۔ مزید لکھتا ہے : یہ کہنا کہ یہ لفظ قرونِ اولیٰ کے بعد کی ایجاد ہے درست نہیں اس لیے کہ حسن بصری کے زمانے میں یہ لفظ مستعمل تھا، اور حسن بصری مشہور تابعی تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا : میں نے ایک دفعہ دورانِ طواف ایک صوفی کو کچھ دینے کی کوشش کی تو اس نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا : میرے پاس چار سکے ہیں وہ مجھے کافی ہیں۔ سفیان ثوری کہتے ہیں : اگر ابو ہاشم صوفی موجود نہ ہوتے تو دقیق الریاء کو کوئی نہ پہچانتا۔ محمد بن اسحاق سے مروی ہے : قبل اسلام کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ مکہ مکرمہ بالکل خالی ہو گیا حتیٰ کہ بیت اللہ کا طواف کرنے والا بھی کوئی نہ رہا، اس دوران دور کسی علاقے سے ایک صوفی آتا اور طواف کر کے واپس چلا جاتا۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ "صوفی" کا لفظ اسلام سے قبل بھی اہل تقویٰ اور صالحین کے لیے استعمال ہوتا تھا۔[1] عوارف المعارف کا مصنف سہروردی بھی طوسی کی تائید کرتے ہوئے لکھتا ہے :

"ھذا الاسم لم یکن فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقیل : کان فی زمن التابعین، وکان یعرف ھذا الاسم فی وقت الحسن البصری رحمہ اللہ"[2]

"صوفی کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں استعمال نہیں ہوتا تھا۔ البتہ بعض کہتے ہیں کہ تابعین کے زمانے میں اس کا استعمال شروع ہو گیا تھا، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے دور میں یہ اسم معروف تھا"

یہی سہروردی ایک جگہ لکھتا ہے :

"قیل : لم یعرف ھذا الاسم الی المائتین من الھجرۃ العربیۃ"[3]

"کہا جاتا ہے کہ یہ نام ۲۰۰ھ ہجری تک معروف نہیں تھا"

---

[1] کتاب اللمع لسراج الطوسی، الفتوحات الالٰہیۃ لابن عجیبہ صفحہ ۵۳۔

[2] عوارف المعارف از سہروردی صفحہ ۶۴۔

[3] عوارف المعارف صفحہ ۶۴۔

جب کہ مشہور صوفی عبدالکریم قشیری کہتا ہے:

"اشتهر هذا الاسم لهؤلاء الأكابر قبل المائتين من الهجرة"[1]

"اکابرین صوفیاء کے لیے اس لفظ کا استعمال ۲۰۰ ہجری سے قبل ہی مشہور ہو گیا تھا"

عبدالرحمن جامی تصوف کی مشہور کتاب "نفحات الانس" میں لکھتا ہے:

"سب سے پہلے جس شخص پر "صوفی" کا اطلاق کیا گیا وہ ابو ہاشم کوفی (متوفی ۱۵۰ ہجری) تھا، اس سے قبل کسی کو بھی صوفی نہیں کہا گیا۔ اسی طرح صوفیوں کے لیے سب سے پہلی خانقاہ عیسائی بادشاہ نے تعمیر کروائی تھی جو کہ رملہ شام میں ہے۔ اس کی تعمیر کا سبب یہ تھا کہ ایک مرتبہ عیسائی بادشاہ شکار کی غرض سے نکلا۔ جنگل میں اسے صوفیاء کے گروہ کے دو افراد نظر آئے جو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھے ہوئے تھے، کچھ دیر بعد انہوں نے اکٹھے کھانا تناول کیا جو وہ اپنے ساتھ لے کر آئے تھے اور پھر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور اپنی اپنی منزل کی طرف چل دیئے۔ عیسائی بادشاہ کو ان کا یہ انس و پیار پسند آیا۔ اس نے ان میں سے ایک کو بلایا اور اس سے دریافت کیا کہ دوسرا شخص کون ہے"؟

اس نے جواب دیا:

"لا اعرفه وليس بيننا صلة"

میری اس سے کوئی جان پہچان نہیں اور نہ ہی میرا اس سے کوئی رشتہ ہے۔

بادشاہ نے پوچھا: پھر تمہارے درمیان یہ انس و پیار کیسا ہے؟

اس نے کہا: یہ تمام صوفیاء کا شیوہ ہے۔ وہ اسی طرح مل جل کر رہتے ہیں۔

بادشاہ نے خوش ہو کر پوچھا: کیا تمہارا کوئی ٹھکانہ ہے۔ صوفی نے کہا: نہیں تو بادشاہ نے ان کے لیے خانقاہ تعمیر کرنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ یہ پہلی خانقاہ تھی جو ایک

---

[1] الرسالۃ القشیریہ از عبدالکریم قشیری ۱/۳۵، جمہرۃ الاولیاء از منوفی حسینی ۱/۲۶۹ مطبوعہ قاہرہ۔

عیسائی بادشاہ نے صوفیوں کے لیے تعمیر کروائی۔[1]

صوفیوں کے پیشوا عبدالرحمٰن جامی نے اس نص میں وضاحت کی ہے کہ سب سے پہلے صوفی کا اطلاق ابوہاشم کوفی کے لیے کیا گیا جو کہ ۱۵۰ ہجری میں فوت ہوا تھا مگر اہل تصوف کے ایک اور راہنما علی ہجویری کا دعویٰ ہے کہ تصوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی موجود تھا۔

اس سلسلے میں انہوں نے ایک موضوع اور خود ساختہ حدیث کا سہارا لیا ہے۔ لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«من سمع صوت أهل التصوف فلا يؤمّن على دعائهم كتب عند الله من الغافلين»[2]

«جس نے اہل تصوف کی آواز سن کر ان کی دعا پر آمین نہ کہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا شمار غافلوں میں ہوگا۔»

ہجویری کی اس بیان کردہ روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ عہد نبوی میں اس لفظ کا استعمال کیا جاتا تھا بلکہ ایک مخصوص گروہ بھی موجود تھا جس پر «اہلِ تصوّف» کا اطلاق کیا جاتا تھا۔

اس روایت کو ذکر کرنے کے باوجود ہجویری اسی کتاب میں ایک اور جگہ ابوالحسن بوشنجی کے کلام کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

«معنى قول أبي الحسن البوشنجي "التصوف اليوم اسم بلا حقيقة، وقد كان من قبل حقيقة بلا اسم" أن هذا الاسم لم يكن موجودا وقت الصحابة والسلف، وكان المعنى موجودا في كل منهم، والآن يوجد الاسم ولا يوجد المعنى»[3]

«ابوالحسن بوشنجی کے قول "آج تصوف کا فقط نام باقی رہ گیا ہے حقیقت موجود نہیں جب کہ پہلے حقیقت موجود تھی مگر نام نہیں تھا" کا مفہوم یہ ہے کہ صحابہ کے دور میں یہ نام موجود نہیں تھا مگر اس کی حقیقت موجود تھی جب کہ اس زمانے میں نام

---

[1] نفحات الانس از جامی۔ فارسی صفحہ ۱۲ مطبوعہ ایران۔

[2] کشف المحجوب از ہجویری۔ عربی ترجمہ صفحہ ۲۲۷۔

[3] کشف المحجوب از ہجویری صفحہ ۲۳۹۔

تو استعمال ہوتا ہے مگر اس کی حقیقت باقی نہیں رہی "

اس نص سے اُس موقف کی تردید ہوتی ہے جو ہجویری کی بیان کردہ روایت سے ثابت ہوتا ہے۔

الحاصل "تصوف" کی ابتدا کے متعلق صوفیوں نے مختلف موقف اختیار کیے ہیں کبھی تو وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تصوف کا وجود عہد نبوی اور عہد صحابہ میں بھی تھا۔

کچھ صوفی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اس کا اطلاق ابوہاشم کوفی پر ہوا۔

بعض صوفیاء کہتے ہیں کہ اس کا استعمال ۲۰۰ ہجری سے قبل نہیں ہوا۔

جب کہ کچھ کا موقف ہے کہ حسن بصری کے دور میں ہی اس کی ابتدا ہو گئی تھی۔

اور ابو سراج طوسی کی ایک روایت کے مطابق اس کا استعمال قبل از اسلام ہی رائج تھا۔

اس سلسلے میں مستشرق نیکلسن کا موقف بھی عبدالرحمٰن جامی والا ہے۔ وہ اپنی کتاب "فی التصوف الاسلامی و تاریخہ" میں لکھتا ہے:

"صوفی کا اطلاق سب سے پہلے ابوہاشم کوفی (متوفی ۱۵۰ ہجری) پر ہوا"[1]

فرانسیسی مستشرق ماسینیون تصوف کی ابتدا پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"تاریخ میں سب سے پہلی بار صوفی کا لفظ قرن ثامن کے نصف ثانی میں جابر بن حیان کے لیے استعمال ہوا جو کہ شیعہ ماہر کیمیاء تھا۔ اس نے زہد کے متعلق ایک خاص موقف اختیار کیا جس پر اسے صوفی کہا جانے لگا۔ اسی طرح ابوہاشم کوفی کو بھی صوفی کہا گیا ہے۔

ماسینیون لکھتا ہے، جہاں تک "صوفیہ" یعنی صیغہ جمع کا تعلق ہے تو اس کا ظہور ۱۸۹ ہجری میں ہوا جب اسکندریہ میں ایک فتنہ اٹھا جو قریب قریب شیعی الفکر تھا۔ عبدک صوفی (شیعہ راہنما) اس فتنے کا آخری سرغنہ تھا۔ اس کا موقف تھا کہ امام کا تعین اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور یہ وراثۃً یعنی باپ کے بعد بیٹے میں منتقل ہوتی ہے۔ اس گروہ پر سب سے پہلے "صوفیہ" کا اطلاق کیا گیا"[2]

---

[1] التصوف الاسلامی و تاریخہ از مستشرق نیکلسن صفحہ ۳۔

[2] دائرۃ المعارف الاسلامیہ اردو ۶/۱۹۱ مطبوعہ جامعہ پنجاب۔

ایک اور جگہ لکھتا ہے :

"صوفی کا لفظ کوفہ کے بعض شیعہ زاہدوں اور اسکندریہ کے باغیوں کے لیے استعمال ہوتا تھا..... قرون اولی کے اسلاف کے لیے "صوفیہ" کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا، یہ لفظ تیسری صدی ہجری میں مشہور ہوا اور سب سے پہلے بغداد میں عبدک صوفی کیلئے اس کا استعمال ہوا" [۱]

یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ تینوں اصحاب یعنی ابوہاشم کوفی، جابر بن حیان اور عبدک صوفی جن سے اس لفظ کے استعمال کی ابتدا ہوئی دین و عقیدے میں مطعون تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک پر فسق و فجور اور انحراف و زندیقیت کا الزام ہے۔ اس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے۔

جہاں تک اکابرین امت اسلامیہ کا تعلق ہے تو ان کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قرون اولی میں اس کا وجود نہیں تھا بلکہ یہ بعد کے زمانے کی ایجاد ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔

"إن لفظ الصوفية لم يكن مشهورا في القرون الثلاثة وانما اشتهر التكلم به بعد ذلك" [۲]

"صوفیہ کا لفظ قرون ثلاثہ میں معروف نہیں تھا بلکہ یہ لفظ قرون ثلاثہ کے بعد مشہور ہوا"

علامہ ابن خلدون کا بھی یہی نظریہ ہے [۳]

اعلان

مجلہ ترجمان السنہ کے اجراء اور حصول کے سلسلہ میں دفتر ماہنامہ مجلہ ترجمان السنہ ۵۷۴ شادمان لاہور کے علاوہ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور سے بھی رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

[۱] ۔ التصوف از ماسینیون صفحہ ۵۵ مطبوعہ بیروت

[۲] الصوفیۃ والفقراء از امام ابن تیمیہ صفحہ ۵

[۳] ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۴۶۷